

چے گویرا کی تلاش میں

(تحریر: ڈاکٹر خالد سہیل)

چند سال پیشتر جب میں اپنی کتاب 'تندداور امن کے پیغمبر' (Prophets of Violence, Prophets of Peace) کے لیے بیسویں صدی کے بارہ سیاسی رہنماؤں کی سوانح عمر یوں کامطالعہ کر رہا تھا، جن میں موہن داس گاندھی اور نیشن منڈیلابھی شامل تھے اور مارٹن لوٹھر کنگ اور ہوچی منہ بھی، تو ان بارہ رہنماؤں میں مجھے سب سے زیادہ چے گویرا کی شخصیت نے مسحور کیا تھا۔ اس کی کہانی پڑھ کر مجھے اندازہ ہوا تھا کہ وہ مجموعہ اضداد تھا۔ وہ جس شدت سے محبت کرنے کے اسی شدت سے نفرت کرنے کے بھی قابل تھا۔ وہ جس بے رحمی سے قتل کرتا تھا اسی غلوص سے جانیں بھی بچاتا تھا۔ وہ بیک وقت قاتل بھی تھا اور مسیحابھی۔

ان بارہ سیاسی رہنماؤں اور اور انقلابیوں میں چے گویرا وہ واحد رہنماؤں تھا جو اپنے آبائی وطن کے علاوہ کسی اور ملک کی سیاسی جدوجہد میں شریک ہوا تھا۔ چے گویرا کا تعلق ارجنتینا (Argentina) سے تھا لیکن وہ کیوبا (Cuba) کی آزادی کی تحریک میں شامل ہوا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ صرف ارجنتینا یا کیوبا ہی نہیں بلکہ پورے لاطینی امریکہ کی زنجیروں سے آزاد کرنا اور خود مختاری کی راہ پر ڈالنا چاہتا تھا۔ چے گویرا سو شلسٹ انقلاب سے شدت سے محبت اور سرمایہ دارانہ استعماریت سے نفرت کرتا تھا۔

جب میکسیکو میں پہلی دفعہ چے گویرا کی ملاقات فیڈل کاسترو سے ہوئی تو کاسترو نے اسے ایک ڈاکٹر کے طور پر اپنی گوریلا فوج میں شامل ہونے کی دعوت دی تھی لیکن آہستہ آہستہ وہ ڈاکٹر ایک گوریلا فوجی اور کاسترو کا دست راست بن گیا۔ چے گویرا کی مدد کے بغیر کیوبا کا انقلاب شاید کامیاب نہ ہوتا۔

کامیابی حاصل کرنے کے بعد جب کاسترو نے کیوبا کی قیادت سنبھالی تو اس نے چے گویرا کو اپنا وزیر چننا۔ چے گویرا نے چند برسوں تک اس ذمہ داری کو سنبھالا لیکن جب اس نے دیکھا کہ انقلاب اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا ہے تو اس نے وزارت سے استعفی دے دیا۔ وہ کیوبا کے انقلاب کو لاطینی امریکہ کے دیگر ملکوں میں لے جانا چاہتا تھا۔

جب چے گویرا کیوبا سے روپوش ہوا تو امریکہ کی سی آئی اے نے اس کا پیچھا شروع کر دیا کیونکہ اس وقت تک کاسترو اور چے گویرا امریکہ کے دو بڑے دشمن بن چکے تھے اور کاسترو پر کئی قاتلانہ حملے ہو چکے تھے۔ چند سالوں کی جاسوسی کے بعد امریکہ کی خفیہ پولیس نے 18 اکتوبر 1968ء کو چے گویرا اور اس کے گوریلا ساتھیوں کو پکڑ لیا اور اگلے دن ان سب کو قتل کر دیا۔ امریکی حکومت چے گویرا کی مقبولیت سے اتنا خوفزدہ تھی کہ اس نے صرف اس کے دوہاتھ ساری دنیا کو دکھائے لیکن اس کی لاش کو اس کے گوریلا ساتھیوں کی لاشوں کے ساتھ کسی انجام جگہ پر پراسرار طریقے سے دفن کر دیا۔ ایک طویل عرصے تک چے گویرا کے چاہنے والوں کو خبر نہ ہوئی کہ ان کا ہیر و کھاں ڈن ہے۔

چے گویرا کے پراسرار قتل کے تینیں سال بعد 1997ء میں ایک جرنلٹ نے بولیویا کے ایک جرنیل کے ساتھ شراب پیتے ہوئے پوچھا کہ اسے چے گویرا کی قبر کی تلاش ہے۔ جرنیل نے کہا کہ وہ اس قبر کو جانتا ہے کیونکہ اسی نے چے گویرا کو اس کے ساتھیوں کے ساتھ اس قبر میں اتارا تھا۔ اس جرنلٹ نے راز جاننے کے بعد اگلے دن وہ راز اخبار میں چھپوادیا۔ خبر چھپنے کے بعد اس جرنیل کو حکومت کا راز فاش کرنے کی سزا ملی لیکن چے گویرا کے پرستاروں کو موقع ملا کہ وہ اپنے ہیر و کی لاش کو بولیویا سے کیوں بالا سکیں اور عزت سے دفن سکیں۔

چے گویرا کی سوانح عمری پڑھنے کے بعد میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں اس جگہ جاؤں جہاں بیسویں صدی کے اس انقلابی کو فتن کیا گیا ہے۔ چنانچہ میں نے نکٹ خریدا اور کیوں باپنچ گیا۔ معلومات کرنے پر پتہ چلا کہ چے گویرا سانتا کلارا(Santa Clara) کے شہر میں فتن ہے جو میرے ہوٹل سے سو میل دور تھا۔ بدستی سے میرے ہوٹل سے کوئی بس وہاں نہ جاتی تھی، چنانچہ میں نے ایک ٹیکسی ڈرائیور سے بات کی جو مجھے تین سو ڈالر لے کر سانتا کلارا لے جانے کے لیے تیار ہو گیا۔ جس دن ہمیں سانتا کلارا جانا تھا، اسی دن کیونا میں ہریکین چارلی(Hurricane Charlie) نے طوفان برپا کر دیا۔ اس طوفان نے چے گویرا کی شور یہ سرخیست کی یادتاہ کر دی۔

اگلے دن میں نے چے گویرا کی قبر پر حاضری دی۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ کاسٹرو اور کیوبا کی حکومت نے وہاں چے گویرا کا ایک بیس فٹ اونچا مجسمہ ایستادہ کر رکھا تھا۔ اس میں چے گویرا ایک بندوق لیے کھڑا ہے۔ اس گوریلانو جی کے مجسمے میں مجسمہ آزادی(Statue of Liberty) کا ساحسن اور وقار ہے۔ اس مجسمے کے ساتھ ایک پتھر کی سل بھی ایستادہ ہے جس پر ہسپانوی زبان میں وہ خط رقم ہے جو چے گویرا نے کیوبا سے جانے سے پہلے کاسٹرو کو لکھا تھا۔ جہاں چے گویرا اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں فتن ہیں وہاں ایک ہلکی آنچ کا شعلہ جل رہا ہے۔ یہ شعلہ ان قربانیوں کی یادتاہ کرتا ہے جو ان مجاہدوں نے آزادی کی راہ میں پیش کی تھیں۔

اس مجسمے سے چند میل دور ایک چے گویرا کا عجائب گھر بھی ہے جو ریل گاڑی کے ڈبوں میں بنایا گیا ہے۔ یہاں گاڑی کے ڈبے ہیں جن پر انقلاب کے آخری دن چے گویرا نے حملہ کیا تھا اور بتتا(Batista) کی فوج کو شکست فاش دی تھی۔ اس حملے کے بعد بتتا اور امریکہ کا زور ٹوٹ گیا تھا اور اگلے دن چے گویرا اور کاسٹرو نے کیوبا کی حکومت پر قبضہ کر لیا تھا۔ بتتا کی فوج پر چے گویرا کے آخری حملے کی یاد میں وہ گاڑی کے ڈبے محفوظ کر لیے گئے ہیں اور ان میں چے گویرا کا بستر، اس کے کپڑے، اس کی بندوقیں، اس کے بزوکا ز(Bazukas) اور ہیمک(Hammock) نشانی کے طور پر رکھ دیے گئے ہیں تاکہ اس کے چاہئے والوں کو ایک گوریلانو جی کی طرزِ زندگی کا اندازہ ہو سکے۔

جب میں چے گویرا کے مجسمے اور عجائب گھر کو دیکھ کر واپس لوٹ رہا تھا تو مجھے اس کی وہ تقریر یاد آ رہی تھی جو اس نے 1965ء میں سہ برا عظیمی (ٹرائی کونٹیننٹل) کا نفرنس کے لیے زیر زمین(underground) سے بھیجی تھی، اس تقریر میں اس نے ایشیا، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے عوام سے درخواست کی تھی کہ وہ جمہوریت اور سو شلزم سے ٹوٹ کر محبت اور سرمایہ دارانہ استعماریت سے شدت سے نفرت کریں تاکہ وہ اپنے اپنے ملک میں ایک انقلاب لاسکیں اور اپنے سماجی، معاشی اور سیاسی مسائل کا حل تلاش کرسکیں۔

جہاں چے گویرا کے دل میں سرمایہ دارانہ نظام کے لیے شدید نفرت تھی وہیں اس کے دل میں اپنے دوستوں، بچوں اور انقلاب کے پرستاروں کے لیے بے پناہ محبت تھی اور اس محبت کا انہماران دخطوط سے ہوتا ہے جو اس نے کیوبا کو خیر باد کہنے سے پہلے اپنے کامریڈ دوست کا ساسترو اور اپنے بچوں کو لکھے تھے۔ ان خطوط کا اردو ترجمہ حاضر خدمت ہے۔

چے گویرا کا کاسٹرو کے نام آخری خط۔۔۔ الوداع۔۔۔ فیڈل۔۔۔ الوداع

فیڈل! اس وقت مجھے تمہارے ساتھا اپنی دوستی کے بارے میں بہت سی چیزیں یاد آ رہی ہیں۔ مجھے وہ دن یاد آ رہا ہے جب ماریا انٹونیا(Maria Antonia) کے گھر میں ہماری پہلی ملاقات ہوئی تھی، جب تم نے مجھے انقلاب میں شامل ہونے کی دعوت دی تھی اور انقلاب کی تیاری میں ہمیں جن

مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا، مجھے وہ سب بتیں یاد آ رہی ہیں۔

ایک وہ دور تھا جب یہ سوال پوچھا جاتا تھا کہ موت آنے سے کس کو مطلع کیا جائے کیونکہ ان دونوں انقلاب کی راہ میں موت آنے کا ہم سب کو خطرہ تھا۔ بعد میں ہمیں احساس ہوا کہ انقلاب لانے والے یا تو کامیاب ہو کر فتح کا مرانی سے ہمکار ہوتے ہیں یا موت کو گلے گا لیتے ہیں (اگر وہ انقلاب ایک سچا انقلاب ہو) اور ہمارے کئی دوست موت سے بغلگیر ہو گئے۔

اب جبکہ ہم بلوغت کے کئی زینے طے کر چکے ہیں حالات اتنے ڈرامائی نہیں رہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ میں نے ان تمام فرائض کو حتی المقدور خوش اسلوبی سے بھایا جو کیوبا اور اس کے انقلاب نے مجھ پر عائد کیے تھے۔ اب میں تمہیں، اپنے کامریڈ ساتھیوں اور کیوبا کے عوام کا الوداع کہہ رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ میں اور کیوبا کے عوام انقلاب کی راہ میں ہمسفر تھے۔

آج میں پارٹی کی رہنمائی وزارت کے عہدے، فوج میں مجرم کے رتبے اور کیوبا کی شہریت سے استعفی دے رہا ہوں۔ اب قانونی طور پر کیوبا سے میرا کوئی بندھن نہیں رہا۔ اب صرف وہی بندھن رہیں گے جو کچھ اور نوعیت کے ہیں اور وہ اٹوٹ ہیں۔

جب میں ماضی کی طرف نگاہ دوڑاتا ہوں تو مجھے احساس ہوتا ہے کہ میں نے انقلاب کی کامیابی اور کامرانی کے لیے بہت محنت اور جانشناختی کیا تھا۔ میری صرف غلطی تھی کہ میں نے شروع میں تم پر پورا بھروسہ کیا تھا۔ مجھے تمہاری انقلابی اور سپہ سالارانہ صلاحیتوں کو بخشنے میں کچھ دریگی تھی۔ میں نے تمہارے اور کیوبا کے عوام کے ساتھ کچھ یادگار دن گزارے ہیں۔ مجھے انقلاب کی جدوجہد میں شامل ہونے پر خیر ہے۔ یہ علیحدہ بات کہ کریں گے (Caribbean) بحران کے دوران ہمیں کچھ سوگوار دن بھی دیکھنے پڑے تھے۔ ان مشکل حالات میں بھی تم نے عوام کی خوش اسلوبی سے رہنمائی کی اور میں نے بڑے خلوص سے تمہاری پیروی کی اور تمہارے پیغام اور تمہارے اصولوں کو دل سے لگایا۔

اب میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کے دوسرے ممالک کو میری خدمات کی ضرورت ہے۔ تم اس سفر میں میرا ساتھ نہیں دے سکتے کیونکہ تمہارے کندھوں پر تمہاری قوم کے مستقبل کی ذمہ داریوں کا بوجھ ہے۔ میں اب ان سے آزاد ہوں اس لیے الوداع کہہ سکتا ہوں۔

میں اس حقیقت کا اعتراف کرنا چاہتا ہوں کہ میں یہ قدم ملے جلے جذبات سے اٹھا رہا ہوں۔ میرے دل میں خوشنی کے جذبات بھی ہیں اور دکھ کے بھی۔ میں اپنے پیچھے اپنے خواب، اپنے آدراش اور اپنے عزیز چھوڑے جا رہا ہوں۔ میں اس دھرتی کے ان لوگوں سے جدا ہو رہا ہوں جنہوں نے مجھے اپنا بیٹا بنا دیا تھا۔ مجھے اس کا بہت دکھ ہے۔ تم نے مجھے جس جنگ کے آداب سکھائے ہیں میں اس جنگ کو نئے محاذوں پر لے جا رہا ہوں۔ میں وہ انقلابی روح دوسری قوموں کی عوام میں پھونکنا چاہتا ہوں۔ میں استعماریت کے خلاف جنگ کو اپنا مقدس ترین فرض سمجھتا ہوں۔ جب میں اس جدوجہد میں شریک ہوتا ہوں تو میرے زخمیوں پر مرمہم لگ جاتا ہے۔ میں اس حقیقت کا ایک دفعہ پھر اقرار کرنا چاہتا ہوں کہ اب کیوبا میرے اعمال کا ذمہ دار نہیں ہے۔ اگر اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت میں کسی اور آسمان کے نیچے ہوا تو میرے دل میں کیوبا کی دھرتی اور اس کے عوام کے ساتھ چاہت اور لگاؤ کے جذبات ہوں گے۔

میں تمہارا منون ہوں کیونکہ میں نے تم سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ میں آخری دم تک تمہارا اوفادر رہوں گا۔ میں کیوبا کی خارجہ پالیسی سے ہمیشہ متفق رہا ہوں۔ میں جہاں بھی جاؤں گا اپنے آپ کو کیوبا کا انقلابی سمجھوں گا۔ مجھے اس بات کا افسوس نہیں کہ میں اپنی بیوی اور بچوں کے لیے کوئی مالی اور مادی چیز نہیں چھوڑ کر جا رہا۔ میں اسی حال میں خوش ہوں۔ میں ان کے لیے تم سے کچھ بھی نہیں مانگتا۔ مجھے پوری امید ہے کہ کیوبا کی حکومت ان کا خیال رکھے گی اور ان کے کھانے، پینے، رہائش اور تعلیم کا انتظام کرے گی۔

میں تم سے اور کیوباکے لوگوں سے بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں لیکن وہ سب کچھ کہنا ضروری نہیں ہے۔ میرے الفاظ میرے جذبات کی مکمل ترجمانی نہیں کر سکتے اور میں الفاظ کی بازیگری کے بھی حق میں نہیں ہوں۔

ہم ہمیشہ انقلاب کی طرف قدم بڑھاتے رہیں گے۔ میں اپنے انقلابی جوش و خروش کے ساتھ تمہیں گلے لگاتا ہوں۔ پے

پے گوریا کا اپنے بچوں کے نام خط

میرے عزیز بچوں!

تمہارا بابا پ ساری عمر اپنے خوابوں اور آ درشوں کے ساتھ وفادار رہا ہے۔ میری دعا ہے کہ تم بھی انقلابی بننا۔ دنیا میں جہاں بھی نا انصافی نظر آئے اس کے خلاف احتجاج کرنا۔ ظلم کے خلاف احتجاج کرنا ہی ایک انقلابی کی بہترین خصوصیت ہے۔ تمہارا ابو۔۔۔ پے

پے گوریا کی سوانح کا مطالعہ کرنا اور کیوبا جا کر اس کے مجسمے کو دیکھنا میری زندگی کا ایک یادگار واقعہ ہے جسے میں ساری عمر فراموش نہ کر سکوں گا۔ پے گوریا نے انصاف، آزادی اور انقلاب کا جو خواب دیکھا تھا اسے اب لا طینی امر یکہ کے سیاسی رہنماء شرمندہ تعبیر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کیونکہ ان پر امر یکہ کی استعماریت کے خفیہ منصوبے واضح ہوتے جا رہے ہیں، وہ منصوبے جن کی نشاندہی آج سے چالیس سال پیشتر پے گوریا نے کی تھی۔ امر یکی حکومت نے پے گوریا کو پراسرار طریقے سے دفن کرنے کی پوری کوشش کی لیکن وہ اس کی یاد اور آ درش کو نہ مٹا سکے جو ساری دنیا کے انقلابیوں کے دلوں میں زندہ ہیں۔ پے گوریا اور ہو پی منہ بیسویں صدی کے ان رہنماؤں میں سے ہیں جنہوں نے ظلم کے خلاف جنگ لڑنے میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ ان کی زندگیاں بہت سے انقلابیوں کے لیے آج بھی مشعل راہ ہیں۔ وہ لوگ انقلاب اور عشق کے اس راستے واقف تھے جس کے بارے میں فیض احمد فیض فرماتے ہیں:

گر بازی عشق کی بازی ہے، جو چاہو لگا دو ڈر کیسا
گر جیت گئے تو کیا کہنا، ہارے بھی تو بازی مات نہیں